Lesson 1: Ibrahim (Ayaat 1- 17): Day 4

سُوۡرَةُ إبراهیم کی تفسیر

اب نبیوں کے جواب سنئیے۔

قَالَتۡ لَهُمۡ رُسُلُهُمۡ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ ؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نَّاۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱﴾

ان کے رسولوں نے ان سے کہا" واقعی ہم کچھ نہیں ہیں مگر تم ہی جیسے انسان لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتاہے نوازتاہے اور یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ تمہیں کوئی سند لا دیں سند تو اللہ ہی کے اذن سے آسکتی ہے اور اللہ ہی پر اہل ایمان کو بھروسہ کرنا چاہیے

اب قوم کے جواب غصہ دلانے والے ہیں۔ لیکن نبیوں کے جواب سنئیے کتنے ٹھنڈے۔ اِنۡ نَّحۡنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ، یہ اس بات کا جواب ہے جو اوپر گزرا کہ آپ ہم جیسے ہی انسان ہیں۔ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ، یہاں نبیوں نے جس احسان کی بات کی ہے وہ علم اور نبوت ہے۔ بس اتنا فرق ہے کہ اللہ نے ہمیں علم دے دیا، ہمارے پاس معرفت آگئی۔ ہمارے پاس فرشتہ آتا ہے یہ اللہ کی دین ہے۔ اللہ نے ہمارے اوپر ایک رحمت کی۔ دعا کریں اللہ ہمیں بھی یہ رحمت دے دے۔ اس اعتراض کا جواب وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نَّاۡتِيَكُمۡ بِسُلۡطٰنٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ

معجزے مانگتے تھے۔ نبیوں نے کہا ہمارے پاس کوئی کرامت نہیں ہے۔ ہمارے پاس یہ اللہ کا دین ہے۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ - اس بات کا اب ہمیں پتہ ہے کہ ہماری یہ سچی دعوت سن کر تم ہمارے خلاف ہو جاؤ گے۔

لیکن کسی کو دین کی دعوت دیتے ہوئے اگر ایسے مرحلے پیش آجائیں کہ اُسکو لگے کہ حق کا انکار کیا تو لوگ دشمن ہو جائیں گے، بچوں کے رشتے چھُٹ جائیں گے، کچھ بھی ہو سکتا ہے تو اس بات کو سمجھ لیں کہ آپ نے لوگوں کو کہنا ہے کہ "مجھے تم سے اللہ ہی کافی ہے"۔

نبیؐ کی زندگی میں ایک شخص آپ کا دشمن ہوا۔ آپ آرام فرمارہے تھے لیکن آپ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ آپ کو نیند کی حالت میں دیکھ کر اس نے جھٹ سے درخت سے تلوار اتاری، آپ کے سینے پر تان کر کہنے لگا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ سوچیۓ ایک بے خبر انسان سو رہا ہو اور دشمن اس کے سینے پہ تلوار رکھ کے کہے کہ اب بتاؤ تمہیں مجھ سے کون بچاتا ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے جوش سے کہا، اللہ مجھے تجھ سے بچائے گا۔ کیا وہ آواز کا جوش تھا اور توحید کا اثر کہ اُس شخص کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ اللہ کے نبیؐ نے جھٹ سے وہ تلوار پکڑ لی اور کہا اب تو مجھے بتا، اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ وہ کافر ڈر گیا اور کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں گے، آپؐ کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تو کہا کہ اگر تجھ سے مجھے اللہ نے بچایا تو تجھے بھی مجھ سے اللہ ہی بچائے گا۔ اس شخص پر اتنا رعب طاری ہوا کہ اس نے شہادہ پڑھ لی۔

توکل سیکھئے پھر دیکھیے آپ کی دنیا کے کام کیسے ہوتے ہیں۔ آج جتنا آپ کی زندگی میں توکل بڑھ رہا ہے آنے والی زندگی میں اس کے معجزات دیکھیں گے۔ اس کے لئے تھوڑا صبر کرنا پڑتا ہے اسی کے لیے کہتے ہیں،

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے -- خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

یہ سب اللہ کے ساتھ توکل کے کھیل ہیں کہ کچھ کام کتنی آسانی سے ہو جاتے ہیں اور کچھ کام مشکل۔

نبیوں نے لوگوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کیا۔ اور ان کو اللہ کی طرف بُلایا۔ نبی ہر بات اللہ کی طرف کر رہے ہیں۔ یہ نہیں کہہ رہے میں بڑا میں کرنی والا، میری بیعت کر لو، مجھے پوجو، یہ میری قمیض لے جاؤ۔ نبی کبھی ایسا نہیں کہیں گے۔ جس بندے نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا۔ اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا۔ ہر دھمکی کے جواب میں لفظ "اللہ"۔ کیونکہ ان کو یقین تھا کہ وہ حق پر ہیں۔ اللہ نبیوں کی بات بتا کر ہمیں آگے کیا حکم دیتے ہیں؟

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَـنَصْبِرَنَّ عَلٰي مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿١٢﴾

اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسہ کریں جبکہ ہماری زندگی کی راہوں میں اس نے ہماری رہنمائی کی ہے؟ جو اذیتیں تم لوگ ہمیں دے رہے ہو اُن پر ہم صبر کریں گے اور بھروسا کرنے والوں کا بھروسا اللہ ہی پر ہونا چاہیے"۔

پہلے کہا اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ کیا خدا کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے؟ یہاں خالق کا ذکر تھا۔ لفظ اللہ کے کئی روپ ہیں۔ ایک ہے، خالق، بنانے والا، رَب، ذرے کو کمال تک پہنچانے والا۔ دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا شخص آج تک یہ نہیں کہہ سکا کہ آسمان میں نے بنایا۔ مشرکینِ مکہ جو 360 بُتوں کو پوجتے تھے، وہ بھی اللہ کو ربّ مانتے تھے۔ لیکن وہ کاموں کے کرنے والا نہیں مانتے تھے۔ مدبّر نہیں مانتے تھے۔ اللہ کی ربوبیت کی بات بتا کے اب اللہ تعالیٰ کے "الھادی" ہونے کی بات کر رہے ہیں۔ کہ ہم تو اللہ پہ توکل کریں گے کیوں کہ اُس نے ہمیں سیدھے راستے دکھا دیئے۔ کتنا اعتماد ہے۔ یہ مجھے آپ لوگوں کی بات لگتی ہے کہ اگر آپ قرآن کی کلاس میں آ گئے۔ اب

لوگ آپ سے ناراض نظر آتے ہیں۔ آپ کی دوست آپ کو کہے بچیوں کے رشتے نہیں ہوں گے۔ کوئی کہے حجاب کر لیا تو اب کہاں سے کوئی رشتہ آئے گا۔ اس نے بیٹھے بٹھائے داڑھی رکھ لی۔ اللہ کہتا ہے مجھ پر توکل کرو کیونکہ میں نے تم کو راستہ دکھایا۔ اور جب بندہ اللہ پر توکل کرتا ہے تو لوگوں کو اور غصہ آتا ہے۔

ایک داعیِ دین پہلے سے اس چیز کے لئے تیار ہوتا ہے کہ اس کو اس راستے میں ستایا جائے گا۔ تو کہا وَلَـنَصۡبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيۡتُمُوۡنَا ؕ یہاں جس تکلیف کا ذکر کیا گیا ہے وہ پیئر پریشر، سوشل بائیکاٹ ہے۔ طلاق کی دھمکیاں، گھر ٹوٹنے کی دھمکیاں، کہا جو مرضی کرو وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ کتنا بلا کا یقین ہے۔ خود سے پوچھیں تیرہ پارے پڑھنے کے بعد کیا میرے اندر یہ یقین آگیا ہے کہ اگر اللہ میرا ساتھ دینا چاہے تو کوئی میرا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ اب قوموں کا جواب سُنیئے۔ یہ آخری دھمکی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِرُسُلِهِمۡ لَـنُخۡرِجَنَّكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِىۡ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ لَـنُهۡلِكَنَّ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ ﴿۱۳﴾

آخرکار منکرین نے اپنے رسولوں سے کہہ دیا کہ "یا تو تمہیں ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا ورنہ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے" تب اُن کے رب نے اُن پر وحی بھیجی کہ "ہم اِن ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔

یہ دھمکی ہر کسی کو ملی۔ ہم تمہیں اپنے ملک سے، اپنی زمین سے نکال دیں گے۔ یہ دھمکی اس لئے ملی کہ رسولوں نے ان کو برائیوں سے روکا۔ ان کی دُکھتی رگ پر پاؤں پڑا۔ لہذا انہوں نے برائی چھوڑنے کی

بجائے کہا؛ ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ کہا معافی کا ایک راستہ ہے کہ پلٹ آؤ، کیا رنگ میں بھنگ ڈالتے ہو۔ محفلیں سجتی تھی، رونق ہوتی تھی۔ یہ جو تم ہر وقت درس قرآن کرتی ہو، یہ تم نے ہمیں مشکل میں ڈال دیا۔ ہم دین کی طرف لوگوں کو بلاتے بلاتے تھک جاتے ہیں لیکن گناہ کی طرف بلانے والے نہیں تھکتے۔ وہ نہیں کہتے کہ جتنی مشہوری کرنی تھی کرلی، اب چھوڑیں۔ وہ آخری وقت تک بلاتے رہتے ہیں۔ اور یہ نبیوں کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ نکلو یہاں سے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب نبیوں کو ہجرت کا موقع مل جاتا ہے۔ یہ اللہ کے وعدے کا پہلا حصہ تھا۔

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ﴿١٤﴾

اور ان کے بعد ہم تمہیں ضرور (اسی) ملک میں آباد فرمائیں گے؟ یہ (وعدہ) ہر اس شخص کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور میرے وعدہ؟ (عذاب) سے خائف ہوا۔

اللہ کی مدد نبیوں پر دو طرح سے آتی ہے۔ نبیوں کو ان بستیوں سے نکل جانے کا حکم مل جاتا ہے اور اس کے بعد قوموں پر عذاب آجاتا ہے۔ جب قوموں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے پھر ان سب لوگوں کو واپس بلا لیا جاتا ہے، جن کو لوگ پہلے دھمکیاں دے رہے تھے۔ یہ ہر نبی کے ساتھ ہوا کہ جس طرح قوموں نے اُن کے ساتھ معاملہ کیا، نبی ہارے نہیں تھکے نہیں اور ایسے وقت میں وحی کا آنا دل کے سکون کی علامت ہے۔ سورۃ صفات میں بھی ہم انشاءاللہ پڑھیں گے کہ ہماری بات ثابت ہو گی ہمارے بھیجے ہوئے بندوں پہ۔ یہی ہیں جو کامیاب ہوں گے۔ انکی مدد ہو گی اور ہمارے ہی لشکر غالب رہیں گے۔

سورۃ مجادلہ میں آتا ہے کہ یہ بات میں نے لکھ دی کہ غالب وہی آئیں گے جو میرے ساتھ یعنی میں اور

میرے رسول آئیں گے۔ تو پھر بلآخر نبیوں کی مدد آتی ہے۔ نبیوں کی مدد اُنکی سچائی اور اُنکے حق کی وجہ سے آئی۔ آج بھی جو جتنا سچا ہو گا اور اس کا عمل رسولوں والا ہو گا، اتنی مدد آئے گی۔

میرے اور آپ کے لئے عمل کی بات یہ ہے کہ لوگوں کی مخالفت سے نہیں ڈرنا۔ آج لوگ میرے لئے کچھ نہیں کرتے۔ موت کی ہچکی آئے گی تو کوئی کچھ نہیں کر سکے گا۔ ایک دن تو موت کی صورت میں آنی ہے تو کیوں نہ دنیا میں رہتے ہوئے گناہوں سے ہجرت کر لی جائے۔ تاکہ ایک انسان حقیقت میں اللہ کی مدد کو پا سکے۔ اور کہا گیا کہ ایک دن تم واپس جاؤ گے۔ یہ آیت مکہ کے لوگوں کو صحیح سمجھ آ رہی تھی جو وہاں پس رہے تھے۔ اسلام پھیلانے کے جرم میں اُنہیں اس طرح رگڑا جا رہا تھا جیسے کوئی بلینڈر میں چیز ڈال کر بلینڈ کی جائے۔

ایک صحابیؓ اللہ کے نبیؐ کے پاس آئے اور کہا اللہ کے نبیؐ مدد کب آئے گی۔ آپؐ نے کہا کہ تم لوگ جلدی کرتے ہو۔ تم سے پہلے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے آروں میں رکھ کے دو حصوں میں چیر دیا جاتا تھا، آگ کی بھٹیوں میں ڈال دیا جاتا تھا۔ تم جلدی کرتے ہو۔ لیکن یہ خوشخبریاں کس کو ملیں گی۔ اب آیت کا آخری حصہ، ذٰلِكَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامِىۡ وَخَافَ وَعِيۡدِ یہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے اور میری وعید سے ڈر گیا۔ یہ سب آخرت میں اسے ملے گا جو اللہ کا خوف رکھتا ہے. اللہ کا خوف مانگنے والی چیز ہے۔ جتنا مانگیں گے اتنا ملے گا۔ نبیوں کے ساتھ تو اللہ کا وعدہ بڑا خوبصورت تھا۔ لیکن جو قوموں کے ساتھ ہوا، انتہائی درد کے ساتھ پڑھنا پڑے گا۔ جہنم کے بارے میں انتہائی شدید آیتیں ہیں۔ قرآن میں بہت جگہ جنت اور جہنم کا ذکر ہے۔ لیکن جو یہاں لکھا ہے اُسے آپ خود لفظوں سے دیکھ لیں۔

وَاسۡتَفۡتَحُوۡا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ ۙ ﴿۱۵﴾ اور (بالآخر) رسولوں نے (اللہ سے) فتح مانگی اور ہر سرکش ضدي نامراد ہو گیا،

یعنی جو لوگ کفر اور شرک پہ ڈٹے رہے، اپنے رسول سے اصرار کرتے رہے کہ بس، ایک فیصلہ کرو۔ جیسے آج بھی لوگ کہتے ہیں کہ بس ایک فیصلہ کرو، یا ہمارے ساتھ رہو یا دین والوں کے ساتھ رہو۔ لوگ ہم سے خاموشی سے یہ فیصلے کروالیتے ہیں لیکن قوموں نے مانگا تھا، کہ پکڑو ہمیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتے ہیں آؤ! میں تمہیں بتاتا ہوں۔ رسولوں کی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ کل کیا ہونے والا ہے۔

مِّنۡ وَّرَآٮِٕهٖ جَهَـنَّمُ وَيُسۡقٰى مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ ۙ ﴿۱۶﴾ اس (بربادي) کے پیچھے (پھر) جہنم ہے اور اسے پیپ کا پاني پلایا جائے گا،

صَدِيۡدٍ کھولتا ہوا پانی۔ یہ کیسا پانی ہوتا ہے اس کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ زخموں کی دھوون، وہ خون جس میں پس بھی ملی ہو۔ جس طرح قرآن کی آیات خود اپنا آپ بیان کرتی ہیں اسی طرح اللہ کے نبیؐ کی احادیث بھی ہیں۔ یہاں صرف تصور کریں وہ لوگ جن کو ڈرنکنگ کی عادت تھی، جن کی محفل اُس وقت تک نہیں سجتی تھی جب تک عقل کے اوپر پردے نہ پڑ جائیں۔ اللہ کہتا ہے ان کو بُلاؤ، موت کے ساتھ ہی جہنم ہے۔ وہاں انکو پیپ والا پانی پلایا جائے گا۔ دنیا کی کسی زبان میں اس آیت کا ترجمہ پڑھ لیں آپکو یہی مطلب ملے گا۔ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والی ہستی کہہ رہی ہے کہ ان کی مستیوں کے نتیجے میں جتنا صبر کیا، اب ان کو پیپ والا پانی پلانا ہے۔ آج ہمارے حال پہ اللہ صبر کر

رہا ہے۔وہ آج بھی روک سکتا ہے لیکن نہیں روکتا کہ جاؤ موج، مستی کرو۔ اللہ مہلت دیتا ہے۔ اللہ کسی کو زبردستی دین پہ نہیں لاتا۔ وہاں اور کیا ہو گا؟

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهٗ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾

جسے وہ بمشکل ایک ایک گھونٹ پیئے گا اور اسے حلق سے نیچے اتار نہ سکے گا، اور اسے ہر طرف سے موت آگھیرے گي اور وہ مر (بھي) نہ سے گا، اور (پھر) اس کے پیچھے (ایک اور) بڑا ہي سخت عذاب ہو گا،

وہ اس کو گھونٹ گھونٹ کرکے پیئے گا۔ پینا بہت مشکل ہو گا۔ اُسے لگے گا کہ جیسے اُسے موت آرہی ہے۔ موت کی شدید تکلیف ہو گی۔ جہنم ایک ایسی جگہ ہے جہاں موت بھی نہیں ہے۔ سورۃ طحٰہ آیت 74 میں ہم پڑھیں گے "نہ وہ وہاں مریں گے اور نہ جئیں گے"۔ وَمِن وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيظٌ یہ ابھی پہلا عذاب ہے۔ اس کے بعد اصل جہنم کا عذاب اور ان کے کرتوتوں کا عذاب ابھی پیچھے پڑا ہوا ہے۔ (اللہ اکبر) کیسا بُرا انجام ہے۔

چند روایتیں سُن لیجئے۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جہنم کو بلایا جائے گا۔ وہ تمام مخلوق کو پکارے گی کہ میں ہر سرکش اور ضدی کے لیے مقرر کی گئی ہوں۔ (یہ کون ہیں جن کی طبیعتوں میں مستی، سرکشی، طغیانی، اُن کو پکارے گی)۔

صَدِیۡد پیپ اور خون کو کہتے ہیں جو دوزخیوں کے گوشت اور کھالوں سے بہا ہو گا۔ اسے "غُسۡلِین" بھی کہتے ہیں۔

مسند احمد کی روایت ہے کہ جب اسے سخت تکلیف ہو گی تو منہ کے پاس پہنچتے ہی (یعنی جب پیالہ پینے کے لیے منہ کے پاس لائے گا) تو چہرے کی کھال جھُلس کر اس میں گر پڑے گی۔ ایک گھونٹ لیتے ہی پیٹ کی آنتیں پاخانے کے راستے باہر نکل جائیں گی۔ فرشتے لوہے کے گُرز ماریں گے۔ بدمزگی، بدبو، حرارت، گرمی کی تیزی یا سردی کی تیزی کی وجہ سے گلے سے اُتارنا مشکل ہو گا۔ بدن میں، اعضاء اعضاء میں وہ درد اور تکلیف ہو گی کہ موت کا مزہ آئے لیکن موت آنے کی نہیں۔ رگ رگ پر عذاب ہو گا۔ ایک ایک رواں ناقابلِ برداشت مصیبت میں جکڑا ہو گا۔ لیکن روح بدن سے جُدا نہیں ہو سکتی۔

چاروں طرف سے موت آتی دکھے گی لیکن نہیں آئے گی۔ (اللھمَ لاَ تجعلنا مِنھُم) آپ سورۃ رحمان میں بھی پڑھتے ہیں کہ، "یہ ہے وہ جہنم، جسکو جھُٹلاتے تھے مجرم"۔

تو یہ من چاہی زندگی کا انجام ہے۔ رب کے طریقے کی، رسولوں کے طریقے کی ہے تو انشاءاللہ چار دن کے مزے ہی کم ہوئے، تھوڑا سا گیٹ اپ خراب ہو گیا تو کیا بڑی بات ہے۔ تھوڑی سی لذت ختم ہوئی۔ سائنس کہتی ہے کہ کھانا صرف چھ سیکنڈ ہمارے منہ کو لذت دیتا ہے۔ اگر ایک لقمے کے چھ سیکنڈز کے اندر آپ دوسرا لقمہ نہ ڈالیں تو ذائقہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ تو عقلمند وہ ہے جو اس دنیا کی چار دن کی محنت جو اللہ ہمیں دے رہا ہے کر لیں، پھر خیر ہی خیر ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جہنم لائی جائے گی۔ جہنم نام لے لے کر پکارے گی، میں ہر جبار اور عنید کے لیے مقرر کی گئی ہوں۔ یہ آگ اُن کی تاک میں رہے گی اور پینے والا پانی پیپ اور حمیم اور وصاق ہو گا۔ حمیم بہت گرم پانی اور وصاق بہت ٹھنڈا پانی۔ جہنم میں دونوں عذاب ہیں۔ ٹھنڈا بھی اور گرم بھی۔ کہتے ہیں کہ جہنم کا آدھا عذاب صرف بھوک کا عذاب ہو گا۔ انسان کو اتنی بھوک لگے گی کہ کانٹے تک چبا جائے گا۔ سورۃ غاشیہ میں پڑھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچا کے رکھے۔ لفظ یَّتَجَرَّعُهٗ جُرَّ سے ہے۔ جُرَّ کہتے ہیں گھونٹ کو۔ جیسے مٹکا، گھونٹ گھونٹ پینا۔ اور یُسِیْغُهٗ سِیغۃ سے ہے۔ آسانی کے ساتھ پینا۔ جیسے کڑوی دوائی پینی پڑتی ہے۔ یہ مخالفت کا انجام ہے۔ من چاہی زندگی کا انجام۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچا کے رکھے۔ آمین